Darul Tehqeeq wa Difa-e-Sahaba
دار التحقیق و دفاع صحابہ
www.sunnilibrary.com

ماتم کے بیان میں

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل

تالیف
مناظر اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب مدظلہ العالی

سُنی لائبریری
ادارہ دار التحقیق

https://ataunnabi.blogspot.com/

بابِ اوّل

ماتم کے بیان میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب اول

ماتم کے بیان میں

موجودہ دور میں اہل سنت وجماعت اور شیعہ حضرات کے درمیان جو سب سے اہم نزاعی مسئلہ ہے۔ وہ ماتم ہے۔ یہ عوام کو گمراہ کرنے کے لیے شیعوں کے پاس ایک میٹھا زہر ہے۔ اور اکثریت کو جوان کے عقائد سے ناآشنا ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ نواسۂ رسول مقبول، سیدہ خاتون جنت کے جگر گوشہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے بہت سے ساتھیوں کو جس بے دردی سے میدانِ کربلا میں شہید کیا گیا۔ یہ ایک عظیم اندوہناک واقعہ تھا۔ ایسا واقعہ زمین وآسمان نے نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ تا قیامت ممکن۔

ان پر جو ظلم روا رکھے گئے۔ اور مظلومانہ طور پر انہیں شہید کیا گیا۔ ان کی شہادت پر غم کا اظہار کرنے کے لیے منہ پیٹنا، سینہ کوبی کرنا اور خنجر زنی ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے محبتِ حسین اور عقیدتِ شہید کربلا کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی عقیدت ومحبت کے پیش نظر تعزیہ نکالنا، ذوالجناح کی شبیہہ برآمد کرنا اور ان کے غم میں سیاہ کپڑے زیب تن کرنا بھی عشقِ حسین کی عملی تصویر ہے۔ اور ان اعمال وافعال کو کرنے والا پکا جنتی ہے۔ اگرچہ وہ زندگی بھر نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ ودیگر اعمال صالحہ نہ بھی کرے۔ تب بھی اس کی بخشش یقینی ہے۔ اور ان اعمال پر عمل کرتے کرتے اگر کوئی مر جائے۔ تو وہ شہید ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان حالات میں میں چاہتا ہوں۔ کہ اس موضوع کو شرعی نقطۂ نگاہ سے واضح کر دوں تاکہ روزِ روشن کی طرح بات واضح ہو جائے۔ اور معلوم ہو جائے۔ کہ یہ افعال نہ تو کسی اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پیغمبر سے وقوع پذیر ہوئے۔ نہ انہوں نے ایسے اعمال وافعال کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی کسی صحابی سے ایسی کوئی روایت منقول ہوئی۔ حتیٰ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی اولاد میں سے کسی امام اہل بیت نے یہ کام نہ کیے۔ بلکہ تاریخ ثابت کرتی ہے۔ کہ یہ تمام افعال جو شیعوں کی امتیازی علامت بن کر رہ گئے۔ ان کے بانی مبانی اور اولین عامل وہ لوگ تھے۔ جو دشمنانِ حسین اور بدخواہانِ اہل بیت تھے۔ یہ مسئلہ ماتم چونکہ عوام کی نظروں میں سب سے زیادہ متنازعہ فیہ مسئلہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس لیے میں اس کی بھرپور بحث کروں گا۔ اور پانچ فصلوں میں اسے تفصیل سے بیان کروں گا۔ تاکہ کوئی اشکال وخفا نہ رہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فصل اوّل

ماتم کیا ہے؟ اور اس کی شرعی حدود کیا ہیں؟

لفظ ماتم "اَلْتَمْ" سے بنا ہے۔ جس کے علماء لغت نے چند ایک معانی بیان کیے ہیں۔

لسان العرب:

اَلْمَاتَمُ لِمَعْنَی الْمُنَاحَۃِ وَالْحُزْنِ وَالنَّوْحِ وَالْبُکَاءِ

(لسان العرب جلد ۱۲ ص ۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

سوگ کرنا، غم کھانا، رونا اور پیٹنا ماتم ہے۔

لیکن شریعت نے کسی آدمی کی فوتیدگی پر اس کا سوگ منانا، اس پر غمگین ہونا اور آنکھوں سے غیر اختیاری طور پر مرنے والے کے فراق میں آنسو بہ نکلنا۔ ان افعال کو جائز کہا۔ اور نظر استحسان سے دیکھا ہے۔ بلکہ ان پر ہی عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے اور یہ اعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت سے مسند طریقے سے کتب صحاح میں موجود ہیں اور ان کے خلاف جزع فزع کرنا خلاف شرع ممنوع ہے اور یہ اس لیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پر آنسو بہائے اور صبر فرمایا اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ جو میں نے یہ ہے یہی سنت ہے اور اس کے خلاف یعنی جزع فزع کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے تو حاصل کلام یہ ہوا کہ ماتم کے کئی معنیٰ کلام عرب میں مستعمل ہیں مگر شرعی ماتم آنکھوں سے آنسو بہا کر رونا اور صبر کرنا ہے۔ واویلا اور جزع فزع رونا پیٹنا نہیں ہے۔ اب اس کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلیل ۱

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل

امالی طوسی:

عن عائشۃ قالت لما مات ابراھیم بکی النبی علیہ السلام حتی جرت دموعہ علی لحیتہ۔ فقیل لہ یارسول اللہ تنھی عن البکاء وانت تبکی فقال لیس ھذا بکاء انما ھذہ رحمۃ ومن لا یرحم لا یرحم

(امالی طوسی جلد اول ص ۲۹۸/ الجزء الثالث عشر مطبوعہ قم طبع جدید)

ترجمہ:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا آپ نے کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ آپ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! آپ تو رونے سے منع فرماتے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور خود رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ آہ و بکا نہیں بلکہ رحمت ہے اور جو کسی پر رحم نہ کرے اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

دلیل ۲

منتہی الامال:

از حضرت صادق (ع) روایت شدہ کہ چوں حضرت ابراہیم از دنیا رحلت کرد آب از دیدہ ہائے مبارک حضرت رسول (ص) فرو ریخت و فرمود کہ دیدہ میگرید و دل اندوھناک میشود و نمیگوییم چیزے کہ باعثِ غضب پروردگار گردد پس خطاب با ابراہیم کرد کہ ما بر تو اندوہناک ایم۔

(۱) منتہی الامال مصنفہ شیخ عباس قمی جلد اول ص ۱۲۷ در بیان احوالِ اقرباء حضرت رسول (ص)

(۲) من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۱۳ – باب فی التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور آپ نے فرمایا کہ آنکھیں پرنم ہیں اور دل غم ناک ہے اور میں نہیں کہتا کوئی چیز جو پروردگارِ عالم کے غضب کا باعث ہو جائے۔ پس حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہم تیری وفات پر غمگین ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذکورہ دونوں حدیثوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل واضح ہوا کہ آپ نے اپنے لختِ جگر سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر اس قدر آنسو بہائے کہ آپ کی ریشِ انور تر ہوگئی لیکن آپ نے اپنے صاحبزادے سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیٹا! تیری جدائی پر میرا دل غمگین ہے لیکن میں کوئی ایسا فعل (منہ ماتھا پیٹنا اور سینہ کوبی کرنا وغیرہ) نہیں کروں گا۔ جو خدائے تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سینہ کوبی کرنے، بال نوچنے اور واویلا کرنے سے منع فرمایا ہوا تھا اسی لیے بعض احباب کو شک ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آہ بکاء کو شروع کر دیا ہے حالانکہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہوا تھا۔ تو اس پر جب انہوں نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس رونے سے میں نے منع فرمایا ہے۔ وہ سینہ کوبی کرنا، بال نوچنا اور رخسار سے پیٹنا وغیرہ ہے۔ اور جس طریقے سے میں رویا ہوں یہ رحمت ہے۔ اور جو رحم نہیں کرتا وہ رحم نہیں کیا جاتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ کسی محبوب اور پیارے کی موت پر آنسو بہا کر رونا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور منہ پیٹنا، سینہ کوبی وغیرہ یہ اللہ تعالیٰ کا مغضوب فعل ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ لیکن بعض حضرات عام لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم ماتم کرتے ہیں یہ حقیقت میں تعزیت ہے۔ کہ جس کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو حکم دیا ہے۔ اور ہمارے فعل سے آپ نے منع نہیں فرمایا۔ لیکن یہ ان کا دھوکا اور فریب ہے۔ کیونکہ ہم تعزیت کا حکم اور اس کی تعریف کتب شیعہ سے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلیل ۲

فروع کافی:

عدة من اصحابنا عن سهل بن زیاد عن علی بن الحکم عن سلیمان بن عمرو النخعی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من اصیب بمصیبة فلیذکر مصابه بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ من اعظم المصائب۔

(فروع کافی جلد سوم ص ۲۲۰ کتاب الجنائز باب التعزی مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(بحذف اسناد) فرمایا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ جس پر کوئی مصیبت آجائے تو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبتوں کو یاد کرے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت تھی۔

(فروع کافی مترجم جلد سوم مطبوعہ کراچی ص ۱۸۴)

ایضاً:

عن عبد اللہ بن الولید الجعفی عن رجل عن ابیہ قال لما اصیب امیر المومنین علیہ السلام نعی الحسن الی الحسین علیہما السلام وھو بالمدائن فلما قرء الکتاب قال یا لھا من مصیبة ما اعظمھا مع ان رسول اللہ صلی اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ والہ وسلم قال من اصیب منکم بمصیبۃ فلیذکر مصابہ بی فانہ لن یصاب بمصیبۃ اعظم منہا وصدق صلی اللہ علیہ وآلہ۔

(فروع کافی جلد دوم ص ۲۲۰ کتاب الجنائز باب التعزی
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(بحذف اسناد) فرمایا جب امیر المومنین علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ تو امام حسن علیہ السلام نے اس کی خبر امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجی۔ جو مدائن میں تھے۔ جب یہ خبر پہنچی۔ تو فرمایا۔ ہائے کیسی بڑی مصیبت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی مصیبت تم پر آئے۔ تو میری مصیبت کو یاد کر لیا کرو۔ کہ اس سے بڑی کوئی مصیبت نہیں۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

(فروع کافی مترجم جلد سوم ص ۱۸۴ مطبوعہ کراچی)

ایضًا:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ھُمْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالنَّبِیُّ مُسَجّٰی وَفِی الْبَیْتِ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ الرَّحْمَۃِ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَ خَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرْكًا لِمَا فَاتَ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّ الْمُصَابَ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ هٰذَا اٰخِرُ وَطْئِيْ مِنَ الدُّنْيَا قَالُوْا فَسَمِعْنَا الصَّوْتَ وَلَمْ نَرَ الشَّخْصَ۔

(فروع کافی جلد سوم ص ۲۲۱ کتاب الجنائز باب التعزی
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا۔ اور آپ کفن میں بند تھے۔ تو جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اس وقت گھر میں حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم تھے۔ جبرئیل نے کہا۔ السلام علیکم۔ اے دارِ رحمت کے لینے والو! ہر جان نے موت کو چکھنا ہے۔ اور تمہیں مکمل طور پر تمہارا اجر و ثواب کل قیامت کو دیا جائے گا۔ پھر جس کو آگ سے دور رکھا گیا۔ اور جنت میں داخل کیا گیا۔ وہ یقیناً کامیاب ہوا۔ اور دنیوی زندگی محض دھوکہ کا سامان ہے۔ ہر مصیبت میں اللہ کی طرف صبر کے ساتھ رجوع کرنا چاہیئے اور ہر ہلاک ہونے والی شئی کا خلیفہ ہے۔ اور ہر گم شدہ چیز کا مداوا ہے۔ سو اللہ پر وثوق کرو۔ اور اسی کی طرف رجوع کرو مصیبت زدہ وہ جو ثواب سے محروم رہا۔ دنیا میں میرا یہ آخری پھیرا ہے۔ ان موجود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرات نے کہا۔ ہم نے جبرئیل کی آواز سنی۔ لیکن اس کا وجود نہ دیکھ پائے۔

مذکورہ تین احادیث سے درج ذیل مسائل ثابت ہوئے

۱۔ مروجہ ماتم جو کہ بے صبری کا آئینہ دار ہے۔ اس کو تعزیت قرار دینا لغتِ عرب کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ مشہور کتاب "المنجد" میں ص ۸۰۱ پر یوں مذکور ہے۔ عَزّیٰ، یُعَزِّیْ، تَعْزِیَۃ تسلی دینا اور صبر کی تلقین کرنا۔ لغت کے علاوہ ان احادیث میں واضح طور پر اس کی تائید ہے۔ اور شیعہ ترجمہ کرنے والوں نے بھی "تعزیت" کا معنیٰ یا ترجمہ "صبر" کیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ مروجہ ماتم اور ہے۔ اور تعزیت اور چیز ہے۔ اس لیے شیعوں کے ہاں مروجہ ماتم کو تعزیت قرار دینا بہت بڑا فریب ہے۔

۲۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کی وفات پر فرمایا۔ اگرچہ ہمارے لیے یہ بہت بڑی مصیبت ہے لیکن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کو مدنظر رکھتے ہوئے صبر کرتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی دوسری مصیبت نہیں ہو سکتی۔ اور آپ کا اس بارے میں اپنا ارشاد گرامی بھی یہی مفہوم رکھتا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی یہ بات منقول ہے۔ کہ جب کوئی مصیبت چھوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی مصیبت کو یاد کر کے صبر کرے۔ تو جب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ارشادات سے یہ ثابت ہوا۔ کہ دنیا میں سب سے بڑی مصیبت کا سامنا حضور کو کرنا پڑا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو اس کے باوجود آپ کا ماتم نہیں کیا گیا۔ لہٰذا آپ کے سوا دوسروں کی مصیبت پر ماتم کرنا ناانصافی ہوگی۔ اس لیے ہم کہتے ہیں۔ کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف پر صبر کیا گیا۔ اسی طرح دیگر حضرات کے وصال کے بعد بھی متعلقین کے لیے صبر سے بڑھ کر کوئی دوسرا طریقۂ تعزیت نہیں۔

۳۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت علی فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے جو تعزیت کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس عظیم مصیبت میں صبر کی توفیق مرحمت فرمائے۔

دین کا منبع اور احکام الٰہیہ کے اجراء کا ذریعہ یہ تین ہستیاں ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ، حضرت جبرئیل امین علیہ السلام اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم۔ جب ان تینوں نے کسی بڑی سے بڑی مصیبت پر تعزیت کا طریقہ یہ بتلایا۔ کہ صبر کرو۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مروجہ ماتم "تعزیت" کے زمرہ میں داخل نہیں ہے۔ اس لیے جو لوگ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتم کو تعزیت کا نام دیتے ہیں۔ اور پھر ماتم کے ذریعہ آن سے عشق و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ طریقہ لوگوں کو گمراہ کرنے کا انوکھا طریقہ ہے۔ اور اس طریقہ کی تلقین کرنے والا نہ تو بارگاہ نبوی میں مقبول ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی حضرت جبرئیل امین اس کے اس فعل کو پسند کرتے ہیں۔ اور ائمہ اہل بیت تو صبر کرنے والے کے یار ہیں۔

دلیل ۴

جلاء العیون

بسند معتبر از جابر انصاری روایت کردہ است کہ حضرت رسول خدا در مرض آخر خود با حضرت فاطمہ علیہا السلام گفت .... بدان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے فاطمہ کر برائے پیغمبراں گریباں نمی باید درید و روئی باید خراشید واویلا نمی باید گفت۔ ولیکن بگو آنچہ پدر تو در وفات ابراہیم فرزند خود گفت کہ چشماں میگریند و دل بدرد میآید نمی گویم چیزے کہ موجب غضب پروردگار باشد ای ابراہیم ما بر تو اندوہناکیم اگر ابراہیم زندہ می ماندی بایست کہ پیغمبر شود۔

(جلاء العیون جلد اول ص ۹۱ شرح وقائعی کہ نزدیک ارتحال آنحضرت رخ داد۔ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

معتبر سند کے ساتھ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض موت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے فاطمہ! سن و۔ پیغمبر کی خاطر گریبان پھاڑنے نہ چاہئیں۔ منہ نہ نوچنا چاہیئے۔ واویلا نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر کچھ کرنا یا کہنا ہو۔ تو وہی جو تمہارے والد نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر کہا۔ اے بیٹے! آنکھیں روتی ہیں۔ اور دل دکھی ہے لیکن کوئی ایسی بات نہ کہوں گا۔ جس سے اللہ ناراض ہوتا ہو۔ اے ابراہیم! ہم تیری خاطر صدمہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو وہ پیغمبر ہوتا۔

جلاء العیون

حضرت فرمود کہ صبر کنید خدا عفو کند از شما آزار مکنید مرا از گریہ و نالہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے گا۔ مجھے رونے اور نالہ و فریاد کے ذریعہ دُکھ نہ پہنچاؤ۔

اس حدیث پاک نے واضح اور صریح الفاظ کے ساتھ ماتم کی شرعی حیثیت کو بیان کیا ہے۔ جس کے بعد ہر اس شخص کو جو ذرہ بھر ایمان رکھتا ہو۔ مروجہ ماتم کے حرام ہونے میں شک نہ رہے گا۔ دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقتِ وصال دخترِ نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تعزیت کا جائز طریقہ بتلایا۔ وہ یہ کہ اگر تم کسی کی تعزیت کرنا چاہو۔ تو وہی طریقہ اختیار کرو۔ جو تمہارے والد (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر اختیار کیا تھا۔ آپ نے اس طریقہ کو بھی بیان فرمایا۔ کہ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں۔ اور دل غم ناک ہو۔ اور صبر پر عمل ہو۔ فقط۔ اس کے علاوہ جو طریقہ ہائے تعزیت ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ کا غضب اترتا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ کسی کی فوتیدگی پر تعزیت کا شرعی طریقہ صرف اتنا ہی ہے۔ جتنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور بال نوچنا، سینہ کوبی کرنا، منہ پر طمانچہ مارنا ایسے افعال ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوتا ہے۔

اس حدیث میں غور کرنے سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص کسی کی وفات پر جزع فزع کرتا ہے۔ گریبان پھاڑتا ہے۔ اور زنجیروں سے اپنے جسم سے خون گراتا ہے یہ وہ افعال ہیں۔ جو اللہ کو غصہ میں لاتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے تکلیف پہنچتی ہے۔ لہٰذا مروجہ شیعی ماتم اللہ کے غضب کی علامت اور نبی کریم کی تکلیف کا ذریعہ ہے۔ اور اللہ کے رسول کی ایذا، قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق اللہ کی لعنت کا سبب ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ:

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دینے کے درپے ہوں۔
ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت۔

سُنی لائبریری

ادارہ دارالتحقیق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari